روزنامہ
الفضل ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر: نسیم سیفی)
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۱۲؍صفر ۱۴۱۰ھ ، ۱۴؍تبوک ۱۳۶۸ہش ، ۱۴؍ستمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۰۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"فنا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک فنا حقیقی ہوتی ہے جیسے وجودی مانتے ہیں کہ سب خدا ہی ہیں۔ یہ تو بالکل باطل اور غلط ہے اور یہ شرک ہے لیکن دوسری قسم فنا کی فنا نظری ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا شدید اور گہرا تعلق ہو کہ اس کے بغیر ہم کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی میں ہستی ہو باقی سب ہیچ اور خالی ہو۔ یہ فنا اتم کا درجہ توحید کے اعلیٰ مرتبہ پر حاصل ہوتا ہے اور توحید کامل ہی اس درجہ پر ہوتی ہے۔ جو انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کچھ ایسا کھویا جاتا ہے کہ اس کا اپنا وجود بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عشق اور محبت میں ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں ڈالا جاوے اور وہ اس قدر گرم کیا جاوے کہ آگ کے انگارے کی طرح ہو جاوے۔ اس وقت وہ لوہا آگ ہی کے ہم شکل ہو جاتا ہے اسی طرح پر جب ایک راستباز بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور کمال درجہ کی نیستی ظہور پاتی ہے اس وقت وہ ایک نمونہ خدا کا ہوتا ہے"

"یہ بھی یاد رکھو دُعا اپنی زبان میں بھی کر سکتے ہو بلکہ چاہیئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں انسان دُعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کر سکتا ہے اس زبان میں وہ قادر ہوتا ہے۔

دُعا نماز کا مغز اور رُوح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں روح نہ ہو کچھ نہیں اور رُوح کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع و خضوع ہو اور یہ اسوقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حالت کو بخوبی بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو اور یہ بات اس وقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔ غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا کو طلب کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵ تا ۷)

وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزّہ ہیں وہ اسکی وحی کی جگہ ہیں
(کشف الغطاء صہ ۹)

رُوحانی خوبصورتی اور رُوحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے
(براہین احمدیہ جلد ۵ صہ ۲۱۰)

خاندانِ حضرت بانیٔ سلسلہ میں شادی کی مبارک تقریب

عزیزہ مکرمہ صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ بنت محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کی شادی ہمراہ عزیز مکرم نفیس الرحمان صاحب ابن مکرم شیخ لطف الرحمٰن صاحب لاہور انجام پائی۔ عزیزہ مکرمہ صاحبزادی محمودہ بیگم حضرت فضل عمر کی پوتی ہیں اور مکرم نفیس الرحمٰن صاحب حضرت سیّدہ اُمِّ ناصر صاحبہ حرم حضرت فضلِ عمر کے برادر محترم خلیفہ علیم الدین صاحب کے نواسے ہیں۔

نکاح مورخہ ۱۲؍ اگست ۱۹۸۹ء کو سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسلام آباد (برطانیہ) میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ بچی کی طرف سے حضور خود وکیل تھے ربوہ میں دُعا کی تقریب ایوانِ محمود میں ۲۳؍ اگست ۱۹۸۹ء کو ہوئی۔ تلاوت مکرم حافظ برہان محمد صاحب نے کی اور نظم مکرم بکر عبید صاحب آف تنزانیہ نے پڑھی۔ بعد ازاں محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے دُعا کروائی۔ جس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کے گھر واقع دارالصدر سے رخصتی عمل میں آئی۔

رخصتانہ کے بعد بچی لندن چلی گئی۔ جہاں پر دولہا تھے لندن میں ۲۷۔ اگست ۱۹۸۹ء کو حضور نے بیت الفضل لندن سے خود عزیزہ کو اپنی بابرکت دُعاؤں سے رخصت فرمایا۔ برات مشن ہاؤس آئی جہاں حضور نے برات کا استقبال فرمایا۔ بعد ازاں حضور نے رخصتی کے وقت دُعا کرائی۔ حضور بچی کے پاس عورتوں کے حصہ میں تشریف لے گئے۔ اور کچھ دیر وہاں بچی کے پاس رہے۔ ۲۸۔ اگست کو بیت الفضل میں ہی دعوت ولیمہ منعقد ہوئی۔ جس میں حضور نے بھی شرکت فرمائی اور دعا کرائی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جوڑے کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور بے انتہا برکات کا مورد بنائے

پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے۔ خواہ وہ تمام رات عبادت کرے۔ اور تمام دن روزہ دار رہے۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۴ تبوک ۱۳۶۸ ہش ۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۸۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حسد اور رشک

اگر ہم یہ سمجھ لیں کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے خدا کی دین ہے بلکہ ہر شخص کے پاس جو کچھ ہے وہ خدا کی دین ہے اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ ہر انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے وہ کوشش کرتا ہے۔ اور ایک اور بات بھی سمجھ لیں کہ ہم سب کی استعدادیں مختلف ہیں اور ہمیں جو کچھ ملتا ہے اس میں ہماری استعدادوں کا بہت بڑا تعلق ہوتا ہے تو یقیناً ہم حسد کے قریب بھی نہ جائیں گے۔

حسد آخر ہے کیا؟ یہی نا کہ دوسروں کے پاس ہم سے زیادہ کچھ ہے۔ رقم ہو۔ عزت ہو۔ شہرت ہو۔ جائیداد ہو۔ اور یہ سب کچھ دوسروں کے پاس نہیں ہمارے پاس ہونا چاہیئے یہ سب کچھ ہمیں مل جائے۔ حسد اسی کا نام ہے۔ اور یہی احساس ہمیں ایسی قابلِ نفرت باتیں اور عمل کرنے پر مجبور کر دیتا ہے جو حسد کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان سب چیزوں کے حاصل کرنے کا ایک طریق تو یہ ہے کہ ہم دوسروں کو نقصان پہنچائیں اور ہر اچھے بُرے طریق سے یہ سب کچھ ان سے چھین لیں۔ لیکن ایک اور طریق بھی ہے اور وہ ہے اپنی استعدادوں کو استعمال کرتے ہوئے کوشش کرنا۔ اور ان کوششوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کو بھی حاصل کرنا۔ آخر خدا کے گھر میں کس چیز کی کمی ہے۔ جو کچھ دوسروں کو دیا ہے وہی کچھ ہمیں بھی دیدے تو کمی تو نہیں آجاتی۔ اور یہ دُنیا بھی اتنی وسیع ہے کہ اس پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔

دوسروں کے پاس کچھ دیکھ کر اپنے لئے خواہش کرنا تو کوئی بُری بات نہیں ہے۔ اسے رشک کہتے ہیں۔ اور رشک ایک اچھی صفت ہے۔ یہ صفت ہمیں بہتر سے بہتر بننے کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ دوسروں سے عداوت نہیں پیدا ہونے دیتی بلکہ ان کے لئے ہمارے دل میں تعریف کے جذبے کو جنم دیتی ہے۔ دوسروں کے پاس بھی سب کچھ رہے اور ہمارے پاس بھی وہ سب کچھ ہو۔

حسد سے عداوت اور گڑبڑ پیدا ہوتی ہے رشک سے داد و تحسین اور محبت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ ہم سب کو حسد سے بچنا چاہیئے اس کے بیرونی حملہ سے بھی اور اندرونی حملہ سے بھی۔

ذہن کی آنکھیں کھول کے رکھو جب بھی سفر پہ جاؤ تم
ہر اک بات کو دیکھو پرکھو اور خود کو سمجھاؤ تم
ہر جانب ہیں اسکے جلوے اُسکی دین ہے ہر اک چیز
ہر ذرّے کو دیکھ کے اسمیں اک سورج چمکاؤ تم

(ابو الاقبال)

دل کے لہو سے ملتی ہے اشکوں کو آب و تاب
اشکوں میں پر فشاں ہیں دعاہائے مستجاب

ہیں دفترِ عمل میں نفی کی علامتیں
مثبت کی بات بات کو مجھ سے رہا حجاب

راہیں جدا جدا ہیں منازل الگ الگ
دانشورانِ قوم نے دیکھا ہے ایک خواب

جو کچھ لکھا ہے اس پہ عمل کر کے دیکھئے
وہ آپ کی کتاب ہے یہ ہے مری کتاب

ہر ابتلا نہیں ہے ترقی کی نردبان
ہر ابتلا کی پُشت پہ ہوتا نہیں عذاب

لے لے یہیں حساب کہ میں کچھ بدل سکوں
مرنے کے بعد کیجو نہ مٹّی مری خراب

کیوں نفرتوں کا ماتھا پسینے سے تر ہوا
دیکھا جو میں نے اپنی محبت کو آب آب

سوچوں کو پَر سے، طاقتِ پرواز سے غرض
رہتی ہیں دُور دیس کی محفل میں باریاب

سنتا ہوں میں کہ میری بھی کرتے ہیں بات وہ
یہ بات ہے مرے لئے سرمایۂ ثواب

کُھلتا ہے اپنے آپ درِ میکدہ نسیم
یُوں مَے کشی کا ہونے لگا تجھ سے انتساب

نسیم سیفی

ڈاکٹر مرزا طارق احمد — نوشہرہ کینٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شعر کہیئے مگر ....

محترم جناب مدیر صاحب روزنامہ "الفضل" نے ۱۷ جولائی ۱۹۸۹ء کا اداریہ "شعر کہیئے" کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے جس میں آپ نے حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کے ایک ارشاد کا حوالہ دیتے ہوئے قارئین کرام کو شعر کہنے کی تحریک کی ہے۔

بے شک شعر گوئی کسی قوم کی زندگی کا پتہ دیتی ہے اس لئے کہ شعر کہنا ایک تخلیقی عمل ہے اور تخلیقی عمل زندگی کی عدم موجودگی میں ممکن نہیں۔ اس سے انکار نہیں کہ تخلیقی عمل زندگی کی علامت ضرور ہے لیکن خاکسار کی طرح دیگر قارئین کے ذہنوں میں یہ سوال ضرور پیدا ہوا ہو گا کہ کیا شعر گوئی اتنی ہی آسان ہے اور اس کا مقصد محض یہی ہے کہ بس گنگنانا شروع کیا اور پھر الفاظ کے ہیر پھیر سے ایک نظم یا غزل کہہ ڈالی اور یوں اپنے "زندہ" ہونے کا اطمینان کر لیا؟ اور کیا زندگی (اور شاعری) کا مقصد محض یہی ہے کہ ایک خاص بندش میں چند الفاظ کہہ لئے جائیں یا کچھ اور۔

یہ سوال خاصی بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ شاعری برائے شاعری ہونا چاہیئے یا برائے مقصد۔ اس سوال کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایئے کہ رواں صدی کے اوائل میں اردو شعراء دو گروہوں میں بٹ گئے۔ اور اردو کی پرانی شعری روایت سے "بغاوت" کرنے والے شعراء نے ایک نئی تحریک کی داغ بیل ڈالی جسے شعر و ادب میں "ترقی پسند تحریک" کے نام سے جانا جاتا ہے اگرچہ بعد میں یہ اصطلاح (انتہا پسندوں کے ہاتھوں) مادیت پسند، کمیونسٹ اور مارکسی نظریات کی حامل شاعری کے لئے استعمال ہونے لگ گئی۔ لیکن درحقیقت اس تحریک کا نعرہ فن برائے "زندگی" تھا۔ (نہ کہ فن برائے فن) اس تحریک کے اوّلین داعیوں میں خواجہ الطاف حسین حالی (وفات - ۱۹۱۴ء) کا نام نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ کی مشہور تصنیف "مدوجزر اسلام" جو مسدس حالی کے نام سے مشہور ہے، میں آپ نے مسلمانوں کی زبوں حالی اور بے کاری کا دردناک انداز میں ذکر کرتے ہوئے انہیں وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے اور زندگی کے حقائق کو اپنانے کی تحریک کی اور اسی ضمن میں روایتی قسم کے شعراء، جن کی برصغیر میں بہتات تھی اور جو زندگی کی سچائیوں کو بیان کرنے کی بجائے الفاظ کے ہیر پھیر اور بندشوں کو "چست" رکھنے کی کوششوں میں شب و روز غرق رہ کر اپنی ذہنی توانائیوں اور تخلیقی صلاحیتوں کو ضائع کرتے رہتے تھے، کے متعلق لکھتے ہیں ؎

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے
عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے
مقرر جہاں نیک و بد کی سزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائیں گے سارے
جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

خواجہ الطاف حسین حالیؔ جیسے زود گو شاعر کا روایتی ہم عصر شعراء کے بارے میں یہ کڑا ناقدانہ رویّہ آخر کیوں پیدا ہوا۔ خاکسار کے نزدیک حالیؔ کے یہ خیالات ایک جھلک ہیں اس عظیم الشان معنوی انقلاب کی جو اس دور میں حضرت سلطان القلم اپنے معجز نما علمی کارناموں سے برپا کر چکے تھے۔ اس انقلاب کے نتیجے میں جو "نئی زمین اور نیا آسمان" پیدا ہوا اس نے فنِ شاعری کو بھی ایک نئی روح اور ایک نئے روپ سے آشنا کر دیا جس کی بازگشت "ترقی پسند تحریک" کی شکل میں فنِ شاعری کے ایوانوں میں سنی گئی۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ (ان پر سلامتی ہو) "فن برائے فن" کے نہیں بلکہ فن برائے "زندگی" کے قائل تھے۔ (یہاں زندگی سے مراد آفاقی سچائیاں اور حقائق زندگی ہیں)۔

چنانچہ آپ اپنے دور کے شعراء اور اُن کے فن پہ تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہیں سکتے اور اُن کی ساری کل فضول اور جھوٹ پر ہی چلتی ہے۔ اگر جھوٹ نہیں یا فضول گوئی نہیں تو پھر شعر بھی نہیں۔ اگر تم ان کا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کس قدر حقائق و دقائق ان میں جمع ہیں۔ کس قدر راستی اور صداقت کا التزام ہے۔ کس قدر حق اور حکمت پر قیام ہے۔ کس ضرورتِ حقّہ سے وہ باتیں ان کے مونہہ سے نکلی ہیں اور کیا کیا اسرار بے مثل و مانند ان میں لپٹے ہوئے ہیں تو تمہیں معلوم ہو کہ ان تمام خوبیوں میں سے کوئی بھی خوبی ان کی مردہ عبارات میں سے پائی نہیں جاتی۔ ان کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا اُسی طرف جھک گئے۔ اور جو مضمون دل کو اچھا لگا وہیں جھک ماری۔ نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہ خیال ہے اس کلام کے لیئے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اس کے ترک کرنے میں کونسا سخت نقصان عائد حال ہے۔ ناحق بے فائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہیں۔ سر کی جگہ پاؤں اور پاؤں کی جگہ سر لگاتے ہیں۔ سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہیں شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل۔ اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ نادار ناطاقت، اور ناتواں اور گئے گزرے ہیں۔ آنکھیں اندھی اور اس پر عشوہ گری، ان کی نسبت نہایت ہی نرمی کیجئے تو یہ کہیئے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہیں اور ان کے اشعار بیت عنکبوت (مکڑی کا جالا۔ ناقل) ہیں"

(براہین احمدیہ جلد چہارم)

اس اقتباس سے واضح ہو گیا ہو گا کہ حضرت سلطان القلم "فن برائے فن" کے حق میں نہ تھے بلکہ مقصدیت اور فن برائے زندگی کے قائل تھے خصوصاً آپ کا یہ فقرہ کہ "نہ یہ خیال ہے کہ اس کلام کیلئے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اس کے ترک کرنے میں کونسا سخت نقصان عائد حال ہے" آپ کے نظریہ کو واضح کر دیتا ہے۔ آپ کے اسی نظریہ نے شعوری اور لاشعوری طور پر ہم عصر شعراء کو متاثر کیا اور مسدس حالی کے کے منقولہ بالا بند اسی تاثر کی غمازی کرتے نظر آتے ہیں۔

اب تک کے بیان سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے کہ حضرت سلطان القلم سرے سے فنِ شاعری کے ہی مخالف تھے۔ ایسا ہوتا تو پھر آپ خود ہرگز شعر نہ کہتے۔ نہیں، بلکہ آپ شعر کی اہمیت اور افادیت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:

"قلوب کئی قسم کے ہوتے ہیں بعض کو نثر سے، بعض کو نظم سے اثر ہوتا ہے ایک شخص کو صرف ہماری براہین احمدیہ کی نظم سے اثر ہوا اور وہ ہمارے پاس پہنچا۔"

(روحانی خزائن نمبر ۲ - جلد نہم)

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ نے شاعری کے جواز کو تورات، زبور، قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور صوفیا کرام کی مثالیں دے کر ثابت کیا۔

پس آپ فنِ شاعری کو جائز سمجھتے تھے مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ ایک مقصد کے تحت کی جائے۔ جب کہ بے مقصد شاعری جو محض الفاظ کا ہیر پھیر اور بندشوں کا رکھ رکھاؤ ہی ہو، اس سے اپنی لاتعلقی کا اعلان یوں کرتے ہیں۔

؎ کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

اپنے ایک اور شعر

؎ ہم تھے دلوں کے اندھے، سو سو دلوں کے پھندے
پھر کھولے جس نے 'جندے' وہ مجتبیٰ یہی ہے

میں لفظ "جندے" کے استعمال کی توجیہہ اور توضیح کرتے ہوئے بھی آپ نے اپنے نظریہ شاعری کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

"جندے" سے مراد اس جگہ قفل ہے۔ چونکہ اس جگہ کوئی شاعری دکھلانا منظور نہیں اور نہ میں یہ نام اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ اس لئے بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں۔ اصل مطلب امر حق کو دلوں میں ڈالنا ہے اور "شاعری" سے کچھ تعلق نہیں۔

("قادیان کے آریہ اور ہم")

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت فضل عمر کا اپنی نظموں کے متعلق "سنہرا اصول" بھی بیان کر دیا جائے۔ جس کے تحت آپ نے ہمیشہ شعر کہے اور جو "کلام محمود" کے پہلے صفحے پر درج ہے۔ فرمایا۔

۱۔ میں کسی نظم کو شاعری کے شوق میں نہیں کہتا ہوں بلکہ جب تک ایک خاص جوش پیدا نہ ہو نظم کہنا مکروہ سمجھتا ہوں اس لئے درد دل سے نکلا ہوا کلام سمجھنا چاہیئے۔

۲۔ بعض نظم نامکمل صورت میں پیش کرنے کا میرا مقصد یہ ہے تا لوگ دیکھیں

باقی صفحہ ۴ پر

امۃ الودود ــــ فیکٹری ایریا ربوہ

تقویٰ کیا ہے

تقویٰ سے مراد خوفِ الٰہی ہے۔

اپنی حدود کے اندر رہنا، احتیاط اور نگہداشت سے زندگی بسر کرنا، ممنوع چیزوں سے پرہیز کرنا اور اپنے آپ کو گناہ سے بچانا۔ اگر انسان اپنی زندگی کے ہر پہلو میں یہ سمجھتے ہوئے کام کرے کہ اُسے اپنے افکار، اقوال اور افعال کا خدا کو حساب دینا ہے۔ ہر اُس کام سے رک جائے جس سے خدا نے منع کیا ہے تو وہ متقی کہلانے کا حقدار بن سکتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ وہ خیر و شر میں تمیز کرتا ہوا زندگی بسر کرے۔

تقویٰ کا اعلیٰ مقام یہ ہے کہ حرام اور مکروہ چیزوں کے ساتھ وہ تمام چیزیں بھی انسان ترک کر دے جن میں گناہ کا شائبہ بھی ہو۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ان امور کو ترک کر دو جو شک میں ڈالیں اور وہ امور اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالیں" ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا "کوئی شخص متقین میں شمار نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ گناہ کے ڈر سے وہ چیز بھی نہ چھوڑ دے جس میں کسی گناہ کا اندیشہ ہو"۔

سیدنا حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ دنیا کی الفت و محبت، ظلمت یعنی اندھیرا ہے۔ اور اس کا چراغ تقویٰ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی محبت انسانی زندگی کے راستے کو تاریک کر دیتی ہے یعنی اگر اس کے ہاتھ میں تقویٰ کا چراغ ہو تو اس کے گمراہ ہونے کا اندیشہ نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ تمام عبادات، دنیوی معاملات، اخلاقیات اور روحانیت کا مقصد و منشاء یہ ہے کہ دل میں خدا خوفی یا خدا ترسی کی روح پیدا ہو جائے اس لئے کہا جاتا ہے کہ تقویٰ تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ قرآن کریم میں سب سے زیادہ زور اگر کسی بات پر دیا گیا ہے تو وہ تقویٰ ہے۔ اور اس کی فضیلت بھی دلائل کے ساتھ کھول کر بیان کر دی گئی ہے۔ دینِ حق نے فضیلت و بزرگی کا معیار بھی تقویٰ کو قرار دیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا "کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ماسوائے تقویٰ کے"۔

اللہ سے ڈرتے رہنے میں ہی ہر ایک کی دنیوی اور اخروی فلاح و نجات کا راز مضمر ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آنحضور ﷺ کو راستے میں ایک کھجور پڑی ہوئی ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہے تو میں اسے کھا لیتا۔ آپ ﷺ نے کھجور اس لئے نہیں کھائی کہ آپ ﷺ کو اور اہل بیت کو صدقہ کھانا منع تھا۔ یہ کتنا اچھا نمونہ ہے تقویٰ کا

آنحضرت ﷺ نے مشکوک چیزوں سے پرہیز نہ کرنے والوں کو اس چرواہے سے تشبیہ دی ہے جو اپنے مویشی سرکاری چراگاہ کے اتنے قریب چراتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کا کوئی مویشی سرکاری چراگاہ میں جا گھسے۔ اور حکومت کے اہل کار اس چرواہے کو پکڑ لیں۔ پھر فرمایا کہ اسی طرح خدا کی چراگاہ اس کی مشتبہات ہیں۔

اس حدیث کے پیشِ نظر کسی انسان کو کوئی بھی مشکوک کام نہیں کرنا چاہیئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ مشتبہات میں آگھرے۔ یہی اصل تقویٰ ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک روز حضرت ابی بن کعبؓ سے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ کبھی آپ کا گزر ایسے راستے سے ہوا ہے جہاں ہر طرف کثرت سے خاردار درخت ہوں۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا ہاں حضرت ابی بن کعبؓ نے پوچھا پھر آپؓ کس طرح گزرے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کپڑوں اور دامن کو سمیٹ کر احتیاط سے کام لیتے ہوئے گزر گیا۔ حضرت ابی بن کعبؓ نے جواب دیا بس یہی تقویٰ ہے۔ گویا اس دنیا میں انسان کی زندگی ایک خاردار جنگل کی طرح ہے جس میں قدم قدم پر جھاڑیوں کے کانٹے اس کے دامن میں الجھتے اور اسے آلودہ کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں خواہ وہ انسان کے روپ میں کیوں نہ ہوں جو شخص اس میں سے احتیاط کے ساتھ صحیح و سالم گزر جائے وہ متقی اور پرہیز گار ہے اور اس کا یہ فعل تقویٰ ہے۔

تقویٰ کا اصل مرکز اور مقام دل ہے۔ دل اگر خوفِ خدا سے خالی ہے تو وہ محرک بھی غائب ہو جائے گا جو انسان کو اپنے محاسبہ پر ابھارتا ہے اس لئے دل کی درستگی انتہائی ضروری ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ تمہارے جسم میں ایک خون کا لوتھڑا ہے، اگر وہ درست ہے تو تمام جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے اور سنو! وہ لوتھڑا دل ہے۔

تقویٰ کا اعلیٰ معیار اس مثال سے واضح ہو سکتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے رفقاء کے ہمراہ اس راستہ کی طرف جو بٹالہ کی سمت میں جاتا ہے سیر کو تشریف لے گئے واپسی پر راستہ کے ایک طرف کیکر کا ایک درخت کسی کا گرا ہوا تھا۔ بعض دوستوں نے اس کی شاخیں کاٹ کر مسواکیں بنا لیں حضور کے ساتھ اس وقت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب بھی تھے جن کی عمر ۱۰، ۱۲ سال تھی۔ ایک مسواک کسی بھائی نے ان کو دے دی۔ اور انہوں نے بوجہ بچپن کی بے تکلفی کے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے کہا کہ "ابا مسواک لے لیں"۔ حضور نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ بھی کہا۔ حضور نے پھر جواب نہ دیا سہ بارہ پھر کہا کہ ابا مسواک لے لیں تو حضور نے مسکراتے ہوئے کہا کہ پہلے یہ تو بتاؤ کہ مسواکیں کس کی اجازت سے لی گئی ہیں۔ اس فرمان کے سنتے ہی سب نے مسواکیں زمین پر پھینک دیں۔

تقویٰ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے اس کے ذریعہ ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کرنا ہوتا ہے جو انسان کی ہر ایک اندرونی طاقت اور قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے دنیوی مصائب اور شیطانی طاقتوں سے محفوظ رکھنے کیلئے تقویٰ کو ہمارے لئے ایک ڈھال بنایا ہوا ہے۔ اور ایک معنی میں یہ ایک مضبوط قلعہ ہے جو ہماری پناہ گاہ ہے۔ سو بڑی بدقسمتی ہو گی کہ ہم اپنے اعمال کو تقویٰ کے سنہری اصولوں کے مطابق نہ ڈھالیں۔ سو ہمیں اس قلعہ کی پناہ گاہ میں آکر خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں متقی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے دلوں کو نورِ ایمان سے بھر دے اور ہم دنیاداری سے بے نیاز ہو کر زندگی گزاریں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

بقیہ! شعر کہیئے مگر......

کہ شاعری کو بطور پیشہ نہیں اختیار کیا گیا بلکہ جب کبھی قلب پر خاص کیفیت ظاہر ہوتی ہے تو اس کا اظہار کر دیا جاتا ہے اور پھر یہ خیال نہیں ہوتا کہ اس کو مکمل کیا جائے۔

۳۔ چونکہ میں تکلف سے شعر نہیں کہتا ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہے۔ پڑھو اور غور کرو۔ خدا کرے یہ درد بھرے کلمات کسی سعید روح کے لئے مفید اور بابرکت ثابت ہوں"

پس خاکسار فاضل مدیر صاحب "الفضل" کی ہمنوائی میں عرض کرتا ہے کہ شعر کہیئے اور ضرور کہیئے مگر حضرت سلطان القلم اور حضرت فضلِ عمر (اللہ ان دونوں سے راضی ہو) کے سنہرے اصولوں اور نظریات کو سامنے رکھ کر ان کے مطابق شعر کہیئے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھی ایسی ہی شاعری پسند ہے۔ (سورہ شعراء آیات ۲۲۵ تا ۲۲۸ ملاحظہ ہوں۔)

لجنات توجہ فرمائیں

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا رواں مالی سال ختم ہونے میں بہت تھوڑا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ لیکن ابھی تک بہت سی لجنات نادہند ہیں۔ ان لجنات کو انفرادی خطوط بھی لکھے ہیں۔ ضلعی صدروں کو بھی نادہند لجنات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ ہر لجنہ اپنے طور پر کوشش کرے کہ اس خصوصی سال یعنی جوبلی کے سال میں کوئی لجنہ بھی نادہند نہ رہے۔ لجنات فوری اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور ۱۵ ستمبر تک اپنے لازمی چندہ جات مرکز میں بھجوائیں۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

ذہین طلباء سے انٹرویو

سالانہ امتحان میں ۲۴ پہلی پوزیشنیں حاصل کرنے والے چار بہن بھائیوں سے ملاقات!

ماہنامہ "آنکھ مچولی" جون ۱۹۸۹ء میں محمد سلیم صاحب مغل نے چار ایسے بچوں کا انٹرویو شائع کیا ہوا ہے جو بہن بھائی ہیں۔ اور امتحانات میں ہمیشہ اوّل پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔ یہ چاروں بچے لجنہ اماء اللہ کراچی کی قیادت نمبر ۹ کے ہیں۔ ہم مغل صاحب اور آنکھ مچولی کے شکریہ کے ساتھ یہ انٹرویو قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

آج شادی ہال کا سماں ہی کچھ اور تھا، نہ دولہا نہ دلہن، نہ شہنائی کی آواز، نہ ڈھولک کی تھاپ نہ بارات نہ باراتی، تھی تو یہ بھی ایک تقریب مگر شادی کی نہیں...... شہر کے خوبصورت میرج ہال میں اینگلو اورنٹیل اسکول نے سالانہ امتحان کے نتائج کی تقریب منعقد کی تھی۔

آج نہ یونیفارم کی قید تھی، نہ نظم و ضبط کی پابندی۔ بچے رنگ برنگے کپڑوں میں حسین تتلیوں کی طرح بھلے معلوم ہو رہے تھے۔ اکثر بچے متجسس نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے اور پھر ایسی رازداری سے کان میں کچھ کہتے جیسے کسی نے سن لیا تو قیامت آجائے گی۔

بے چینی اور اضطراب ان کے چہروں سے عیاں تھا۔ بے چینی کیوں نہ ہوتی آج سالانہ امتحان کا نتیجہ جو نکلنے والا تھا۔ سال بھر کی محنت کا ثمر آج ملنا تھا۔ آج تو سچ مچ ایک ایک لمحہ بڑی تاخیر سے گزر رہا تھا۔

خدا خدا کرکے نتائج کی تقریب کا آغاز ہوا۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی پرنصیحت تقریروں سے ابتداء ہوئی۔ نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کو اسٹیج پر بلایا جاتا تو پورا ہال تالیوں کے شور سے گونج اٹھتا، کئی کیمروں کی فلش بیک وقت چمکتیں اور ذہین بچوں کے خوشی سے چمکتے ہوئے چہرے کیمرے کی آنکھ میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتے۔ مبارکباد کا شور، خراجِ تحسین کی آوازیں، رشک سے دیکھتی ہوئی نظریں اور اس سارے ہنگامہ ہاؤ ہو میں عین اس وقت ایک عجیب صورت پیدا ہو گئی جب آٹھویں جماعت کا نتیجہ سناتے ہوئے دوسری پوزیشن کا انعام حاصل کرنے کے لئے عظمیٰ کا نام پکارا گیا۔ عظمیٰ اپنا انعام لینے کے لئے آئی تو مگر اُداس اُداس، پریشان پریشان اپنی کامیابی کا انعام حاصل کرتے ہوئے عظمیٰ آبدیدہ سی ہو گئی.... دیکھنے والوں نے اسے خوشی کے آنسو جانا، مگر جب آنسوؤں کی جھڑی رکنے میں نہ آئی تو پتا یہ چلا کہ اپنی ابتدائی جماعت سے ہر سال اوّل آنے والی بچی اس بار دوسرے نمبر پر آئی ہے۔ اور پہلی پوزیشن حاصل نہ کر سکنے کے احساس نے بچی کو غمزدہ کر دیا ہے۔

مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ جو لوگ ہمیشہ بڑی کامیابیوں کے حصول کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ انہیں چھوٹی کامیابیوں سے کبھی حقیقی مسرت حاصل نہیں ہوتی۔ لیکن یہ بات بھی کیا کم تھی کہ یہ بچی ہمیشہ سے پوزیشن ہولڈر رہی ہے اور اس بار بھی اس کا نام نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں میں شامل ہے.... مسلسل ۷ سال تک پہلی پوزیشن حاصل کرتے رہنے پر میری حیرت ابھی کم نہیں ہو رہی تھی کہ میرے عزیز انجم بھائی نے ایک اور انکشاف کر کے گویا مجھ پر حیرتوں کا پہاڑ توڑ دیا۔ عظمیٰ کے تین بھائی فراز، اعجاز اور شیراز بھی ہر سال اپنی کلاس میں اوّل آتے ہیں اور ان چاروں بہن بھائیوں نے سالانہ امتحان میں آج تک کل ۲۴ پوزیشنیں حاصل کی ہیں۔ جن میں ایک کے علاوہ بقیہ تمام پہلی پوزیشنیں ہیں۔

میرے لئے یہ انکشاف کسی چونکا دینے والی خبر سے کم نہ تھا۔ میں نے اکثر ذہین اور پوزیشن ہولڈر بچے دیکھے ہیں مگر ایک ہی گھر کے سب بچے اس قدر ذہین ہو سکتے ہیں۔ یہ میرے علم میں ایک خوشگوار اضافہ تھا۔ بے یقینی کے عالم میں بہت سے سوال ذہن میں آتے رہے، آخر وہ کون سا گر ہے جو چند بچوں کو دوسرے بہت سے بچوں سے زیادہ ذہین اور لائق فائق بنا دیتا ہے؟ یہ جاننے کے لئے میں نے ان بچوں سے ملنے کا قصد کیا اور ان کے ابو سے وقت طے کرنے کے بعد ان کے گھر جا پہنچا۔

گلشن اقبال میں واقع ایک خوبصورت سے اپارٹمنٹ کے پُرسلیقہ ڈرائنگ روم میں ہم سب آلتی پالتی مار کے بیٹھ گئے اور بہت دیر تک سوال و جواب کی محفل گرم رہی....

فراز، عظمیٰ اور اعجاز سے میرا پہلا سوال تھا۔

آپ لوگوں کے پاس کیا الہ دین کا کوئی چراغ ہے؟

نہیں تو! سب نے حیرت سے میرا منہ تکتے ہوئے جواب دیا۔

تو پھر یہ ساری پوزیشنیں آپ چاروں بہن بھائی کس طرح سمیٹ لیتے ہیں.....؟ آخر اور بھی تو بچے ہیں آپ کی کلاس میں؟

عظمیٰ:۔ ہماری دوستیں بھی یہی کہتی ہیں کہ تمہارے پاس کون سا الہ دین کا چراغ ہے وہ ہمیں بھی دے دو۔ مگر ہمارے پاس تو کوئی چراغ نہیں ہے۔ بس یہ ہے کہ ہم ذرا زیادہ اس سے پڑھ لیتے ہیں۔

یہ "اُس" کیا چیز ہے جس سے آپ پڑھ لیتی ہیں؟

عظمیٰ:۔ مطلب یہ کہ سال بھر مستقل مزاجی کے ساتھ، محنت کے ساتھ، ہر روز باقاعدگی کے ساتھ۔

محنت اور مستقل مزاجی آپ ہی کے لئے کیوں؟ دوسرے بچے کیوں نہیں پڑھتے اسطرح؟

فراز:۔ ہم نے دیکھا ہے کہ دوسرے بچے پورا سال اتنا نہیں پڑھتے اور سال کے آخر میں دن رات ایک کر دیتے ہیں۔ ہم اس طرح نہیں کرتے، پڑھائی کو امتحان کے دنوں میں سر پر سوار کرنے کی بجائے، ہم سال بھر باقاعدگی سے پڑھتے ہیں اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے ہم لوگ بخار کی حالت میں بھی اسکول جاتے رہے ہیں۔

تو ثابت یہ ہوا کہ محنت کے ساتھ مستقل مزاجی بھی ہو تو کامیابی یقینی ہوتی ہے

شیراز جی انکل۔

سچ سچ بتائیے کہیں آپ لوگوں نے اپنے ٹیچرز سے تو بہت اچھے تعلقات تو نہیں رکھے ہوئے.... میرا مطلب ہے، تحفے تحائف، دعوتیں وغیرہ۔ اسطرح آپ کو ٹیچرز اچھے نمبر دے دیتے ہوں گے؟

نہیں، بالکل نہیں... جی نہیں....

سب نے ہم زبان ہو کر اس الزام کا دفاع کیا اور مجھے یوں دیکھا جیسے واقعی میں نے کوئی غلط بات پوچھ لی ہو....

ہم لوگوں نے اسکول بدلے، ہمارے اساتذہ تبدیل ہوئے لیکن ہمارے رزلٹ کبھی خراب نہیں ہوئے۔ (اعجاز، عظمیٰ اور فراز نے یہ باتیں کم و بیش ایک ساتھ کہیں)... اور پھر ہمارے نمبر ایک دو مضامین میں تو اچھے نہیں ہوتے سبھی میں اچھے ہوتے ہیں۔

عظمیٰ آپ ہمیشہ اوّل آتی رہی ہیں اس بار پہلی پوزیشن کیوں حاصل نہ کر سکیں؟

عظمیٰ نے بتایا... میرا مجموعی نتیجہ بہت اچھا رہا... میں نے تمام مضامین میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں۔ لیکن ڈرائنگ میں میرے نمبر خاصے کم آئے۔ جس روز ڈرائنگ کا پرچہ تھا اُس روز مجھے ۱۰۲ بخار تھا۔ مجھ سے ڈرائنگ ٹھیک طرح سے نہیں ہوئی۔ بقیہ تمام مضامین میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے باوجود میری پہلی پوزیشن نہ آ سکی۔

عظمیٰ کی باتوں اور چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ پہلی پوزیشن حاصل نہ کر سکنے کا ملال ابھی باقی ہے۔ میں نے اس کا دل رکھنے کی خاطر موضوع کو یوں بدلا

عظمیٰ، آپ کے خیال میں جہانگیر خان معمولی کھلاڑی ہے...؟ عظمیٰ:۔ نہیں تو.... وہ تو دنیا کا نمبر ایک کھلاڑی ہے.... نہیں میرا تو خیال ہے وہ اچھا کھلاڑی نہیں ہے...؟ عظمیٰ:۔ ہیں! وہ کیسے؟ بھئی وہ ایسے کہ!..... ہمیشہ عالمی چیمپئن شپ جیتتے جیتتے اچانک ایک مرتبہ وہ ہار گیا اور عالمی چیمپئن ہونے کا اعزاز کھو دیا۔

عظمیٰ:۔ اس سے کیا ہوتا ہے.... پھر بھی رہا تو وہ دنیا کا اچھا کھلاڑی اور یہ اعزاز تو اس نے پھر حاصل کر لیا تھا۔

بالکل ٹھیک میں بھی آپ سے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ مسلسل پہلی پوزیشن حاصل کرتے کرتے اگر ایک بار دوسری پوزیشن آگئی تو آپ کوئی معمولی طالبہ تو نہیں ہو گئیں.... آپ اب بھی سب سے آگے ہیں۔ یہ چھوٹی سی ناکامی آئندہ کے لئے

مہینز کا کام کرے گی اور آپ پھر سے پہلی پوزیشن حاصل کرنے لگیں گی۔ اس بات پر عظمیٰ کا چہرہ کھل اٹھا.... شاید یہ نکتہ سمجھ میں آگیا تھا۔ اعجاز بہت دیر سے خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کچھ پوچھنا مناسب سمجھا۔ اعجاز میاں۔ آپ سب کا پورا دن کس طرح گذرتا ہے؟ صبح بیدار ہونے سے لے کر رات کو سو جانے تک تفصیل سے بتائیے...

اعجاز:۔ فجر کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے دوبارہ سو جاتے ہیں، پھر آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے ناشتہ کرکے اخبار پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد کورس پڑھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ کیا مطلب اسکول نہیں جاتے...؟ میں نے اپنی حیرت کا اظہار کیا۔ نہیں، ہمارا اسکول دوپہر کی شفٹ کا ہے.... صرف شیراز پہلی شفٹ میں ہے.... فراز بھائی عظمیٰ باجی اور میں دوپہر ساڑھے بارہ بجے اسکول چلے جاتے ہیں۔ شام کو پانچ بجے واپسی ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں کھیلنے کا وقت تو نہ ملا؟ فراز:۔ نہیں، ہم عصر سے مغرب تک کھیلتے ہیں۔ پڑھنے کا مزہ صبح آتا ہے یا رات کو؟ فراز:۔ صبح آتا ہے اس لئے کہ صبح چیزیں یاد رہ جاتی ہیں۔ اس لئے ہم صبح یاد کرتے ہیں۔ آپ کا مطلب ہے آپ رٹا لگاتے ہیں۔ نہیں رٹا نہیں... اچھا یوں کہہ لیجئے.... صبح کے وقت آپ ذہن نشیں کرتے ہیں۔ ہاں بس کچھ اسی طرح سمجھ لیجئے۔ آپ کے خیال میں دوسری شفٹ میں پڑھنا پہلی شفٹ میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ نہیں ہمارا خیال ہے پہلی شفٹ میں پڑھنے سے دیگر مشاغل اور مصروفیات کے لئے وقت نکالا جا سکتا ہے۔ ہماری کلاسیں چونکہ دوسری شفٹ میں ہوتی ہیں، اس لئے دوسری شفٹ میں پڑھنا ہماری مجبوری ہے۔ آپ لوگ اتنی محنت کرتے ہیں۔ خوب دل لگا کر پڑھتے ہیں تو یقیناً آپ کے دوست آپ کی محنت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہوں گے۔ میرا مطلب ہے انہیں آپ کی نوٹ بکس کی ضرورت رہتی ہو گی۔ آپ کے کئے ہوئے ہوم ورک سے فائدہ اٹھاتے ہوں گے؟ سب تو نہیں کچھ دوست ایسے ہیں جو اکثر ہماری نوٹ بکس مانگنے آتے ہیں۔ آپ کو نوٹ بکس دینا برا تو لگتا ہو گا؟ نہیں بالکل برا نہیں لگتا۔ کسی ساتھی کی مدد کرکے خوشی ہوتی ہے... اچھا یہ بتائیے کہ آپ اتنی محنت کیوں کر رہے ہیں؟ بڑے ہو کر کیا بننے کا ارادہ ہے؟ فراز:۔ میرے ماموں الیکٹریکل انجینئر ہیں میں ان سے متاثر ہوں اس لئے انہی کی طرح الیکٹریکل انجینئر بننا چاہتا ہوں۔ البتہ میرے ٹیچر نے دو تین بار کہا ہے کہ تم پاکستان کے صدر بنو گے، یہ بات اور لوگوں نے بھی کہی ہے۔ یہ بات صدر اسحاق خان کو پتا چل گئی تو مسئلہ ہو جائے گا۔ اس راز کو ابھی راز رہنے دو۔ فراز نہیں انہیں پتا نہیں چلے گا۔ آپ بے فکر رہئے۔ اعجاز:۔ میرے ابو کا ایک بڑا آپریشن ہوا تھا جس میں ان کا ایک گردہ نکال دیا گیا تھا۔ میں نے ابو کے آپریشن کے وقت یہ ارادہ کیا تھا کہ میں اللہ نے چاہا تو ڈاکٹر بنوں گا عظمیٰ:۔ میں بھی ڈاکٹر بنوں گی۔ شیراز:۔ میں نے ابھی طے نہیں کیا۔ تھوڑا سا اور بڑا ہو جاؤں پھر طے کر لوں گا۔

اس قدر پڑھنا لکھنا اور پوزیشن کے حصول کے لئے محنت کرنا یوں ہی تو نہیں ہو گیا ہو گا... ضرور امی، ابو یا گھر کا کوئی بڑا مدد کرتا ہو گا۔ فراز:۔ ہاں، امی بہت محنت کرواتی ہیں۔ ہمیں آگے بڑھتے دیکھنا امی اور ابو دونوں کا شوق ہے۔ مگر ابو کی کاروباری مصروفیات زیادہ ہیں۔ اس لئے امی زیادہ وقت دیتی ہیں۔ ان کی دعائیں اور مسلسل مدد ہے۔ جس کی وجہ سے ہم اس قابل ہوئے۔ شروع میں تو امی نے مجھے اور عظمیٰ کو بہت پڑھایا مگر اب ہم بڑے ہو گئے ہیں اس لئے خود پڑھ لیتے ہیں۔ اب امی کی ساری توجہ اعجاز اور شیراز پر ہے۔ گویا آپکی بنیاد امی نے مضبوط کر دی ہے۔ اب فکر کی کوئی بات نہیں۔ جی بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔ انٹرویو کے دوران ان ہونہار بہن بھائیوں کی امی بھی ہمارے قریب بیٹھی ہوئی ہماری گفتگو کو دلچسپی سے سن رہی تھیں۔ اس اثناء میں انکے ابو بھی تشریف لے آئے.... میں نے مناسب جانا کہ تھوڑی سی گفتگو امی ابو سے بھی ہو جائے.... امی سے میرا پہلا سوال تھا۔ ان بچوں کو اس قابل بنانے میں آپکا کتنا حصّہ ہے؟

امی:۔ ماں کی حیثیت سے میں نے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ انہیں پورا پورا وقت دیا۔ خوب محنت کروائی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کبھی ناغہ نہیں ہونے دیا... کسی بڑی سے بڑی مجبوری کو رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ پڑھنے لکھنے کو سب پر مقدم جانا۔ یہی نہیں بلکہ کوشش کی کہ ہم سے کبھی بھولے سے کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے جو ہمارے بچوں کے لئے بھی غلطی کا جواز فراہم کرے۔ کئی بار طبیعت ٹھیک نہیں ہوتی۔ نماز قضا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ کبھی شدید نیند آ رہی ہوتی ہے مگر یہی سوچتے ہیں کہ اگر ہم نے نماز نہ پڑھی تو بچوں کو کیسے سمجھائیں گے۔ اس لئے ہر حال میں نماز ادا کرتے ہیں......

اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر ہے ہمارے چاروں بچے پانچ وقت کے نمازی ہیں۔ روزانہ قرآن کریم باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔ جب بلاؤ بھاگے ہوئے آتے ہیں۔ کبھی بہانہ نہیں کرتے۔

آپ کی تعلیم:۔ امی:۔ میں نے جامعہ سندھ سے انگریزی ادب اور اردو ادب میں دو ایم اے کئے ہیں بچے گھر کے کام کاج میں آپ کا ہاتھ بٹاتے ہیں؟ ہاں.... بہت زیادہ مدد کرتے ہیں.... بستر بچھاتے ہیں .... عظمیٰ کچن کے کام کرتی ہیں... یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ پاؤں دباتے ہوئے بھی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ عبدالرزاق صاحب، آپ ان کے ابو ہیں.... کچھ آپ بھی کہئے؟ ابو:۔ میں آپ سے کیا کہوں سوائے اس کے کہ ہمیں اپنی خوشیاں اپنے بچوں میں تلاش کرتی ہیں.... جو ہم حاصل نہیں کر سکے.... ان کامیابیوں کا راستہ انہیں دکھانا ہے... خدا کرے یہ لوگ کامیاب رہیں۔ ہماری تو زندگی کا مقصد ہی یہ بچے ہیں۔ ہماری تمام تر توجہ اب ان پر ہے.... ہم ان کی خوشیوں کی خاطر جی رہے ہیں۔ اس بار عظمیٰ پہلی پوزیشن حاصل نہیں کر سکی۔ آپ کو کیسا لگا؟ ابو:۔ بچی کو افسردہ دیکھ کر کچھ دکھ تو ہمیں بھی ہوا مگر زیادہ اس لئے نہیں ہوا کہ جس بچی نے پہلی پوزیشن لی ہے وہ بھی ہماری اپنی بچی ہے۔ میری بھتیجی ہے میرا اپنا خون ہے.... گویا یہ پوزیشن بھی ہمارے ہی گھر میں رہی..... ہاں اگر یہ پوزیشن کسی اور کو ملتی تو شاید ذرا زیادہ ملال ہوتا۔ میں نے عظمیٰ اور فراز کو مخاطب کرکے پوچھا کہ آپ کو کبھی امی ابو سے ڈانٹ بھی پڑی؟ ہاں.... ڈانٹ ڈپٹ کبھی کبھار ہو ہی جاتی ہے لیکن بات اس سے آگے نہیں بڑھتی اور ظاہر ہے ہماری غلطی پر ہی ایسا ہوتا ہے اور پھر یہ کہ اس سے ہماری اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ آپ کو امی ابو کی ڈانٹ ڈپٹ زیادہ تکلیف دیتی ہے یا ناراض ہو کر ان کا خاموش ہو جانا۔؟ ان کی خاموشی تو ہمیں پریشان کر دیتی ہے... جب تک وہ بولنا نہ شروع کر دیں ہمیں چین نہیں آتا....

آپ سب کو نصابی یا غیر نصابی سرگرمیوں میں حصّہ لینے پر انعامات بھی تو ملے ہونگے؟

اس سوال کے جواب میں میری توجہ ایک میز کی طرف مبذول کروائی گئی، جس پر کوئی ایک کلو کے لگ بھگ سرٹیفیکیٹس، اسپورٹس کا سامان کھلونے اور بہت سی کتابیں سجی ہوئی تھیں۔ ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ ہمارے بہت سے انعامات تو ضائع ہو گئے ہیں

اعزازات اور تحائف کا ڈھیر دیکھ کر ایسا لگا جیسے میں کسی دکان کے سامان سے بھرے ہوئے گوشے میں آ گیا ہوں، میں انہیں ان کی ڈھیروں کامیابی پر مبارکباد دی۔

چائے پیتے ہوئے باتیں تو اور بھی بہت سی ہوئیں مگر محدود صفحات کے باعث سب کچھ بیان کر دینا ممکن نہیں۔ میں نے چاروں بچوں سے اجازت لی اور واپس آ گیا۔ چلتے ہوئے مجھے ایسا لگا کہ یہ چاروں بہن بھائی اگر سچ مچ میرے بہن بھائی ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا، یا پھر یوں کہہ لیجئے کہ میرے بہن بھائی بھی اتنے ہی ذہین ہوتے تو میں ان پر کتنا فخر کرتا۔ اس گفتگو کا جو تاثر کئی روز تک میرے ذہن پر باقی رہا اور ہنوز موجود ہے۔ وہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ بچوں کو بنانے اور بگاڑنے میں سب سے اہم کردار ماں کا ہے....

یوں تو ہر ماں اپنے بچے کو بڑا آدمی بنانے کا خواب دیکھتی ہے مگر کتنی مائیں ایسی ہیں جن کی تمام تر خواہشوں کا محور اپنے بچوں کے علاوہ کچھ اور نہیں ہوتا اور کتنی مائیں ایسی ہیں جن کی نماز محض اس لئے قضا نہیں ہوتی کہ اگر ایسا ہو گیا تو وہ اپنے بچوں کو نماز کی تلقین کیسے کریں گی.....؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارِ احمدیہ

نمایاں کامیابی

عزیزہ عائکہ مشہود دختر مکرم مشہود احمد خاں صاحب (راولپنڈی) امسال مڈل سٹینڈرڈ میں ۸۲۶ نمبر لیکر اپنے سکول میں اول آئی ہے۔ اور سکالرشپ کی حقدار ٹھہری ہے۔

عزیزہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی سابق ایڈیٹر الفضل کی بھتیجی ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی یہ کامیابی آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

تقریبِ شادی

عزیزہ سیدہ منصورہ شاہ صاحبہ بنت مکرم سید خادم حسین شاہ صاحب آف کیلیفورنیا کی تقریب شادی چھ ستمبر ۱۹۸۹ء کو انعقاد پذیر ہوئی۔ عزیزہ کے نکاح کا اعلان ۱۸ اگست کو بیت المبارک میں مکرم محمد سعید صاحب انصاری نے عزیز مکرم علی منصور صاحب زعیم ابن مکرم پیر افتخار احمد صاحب تاج ہاشمی (ربوہ) کے ہمراہ بعوض پندرہ ہزار روپے حق مہر کیا۔

احباب کی خدمت میں درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے موجب رحمت و برکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔

ولادت

• مکرم محمود احمد صاحب باجوہ انسپکٹر انصار اللہ مرکزیہ کی بیٹی عزیزہ بشریٰ فرناز صاحبہ اہلیہ مکرم اعجاز احمد صاحب باجوہ کو اللہ تعالیٰ نے ۲۷ اگست ۸۹ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت بچے کا نام فرہاد اعجاز رکھا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔ مسلسل بیمار چلا آ رہا ہے۔ احباب کی خدمت میں بچے کی صحت کاملہ۔ درازیٔ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

مکرم محمد اکرام صاحب ایڈووکیٹ سادھوکی ضلع گوجرانوالہ کو اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۸۹ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے نومولود کو مستنصر احمد، نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود ڈاکٹر محمد شفیع صاحب آف سادھوکی ضلع گوجرانوالہ کا پوتا اور مکرم محمد اسلام بھٹی صاحب سپیشل جج بنکنگ کورٹ کا نواسہ ہے۔ احباب سے نومولود کی زندگی صحت اور درازیٔ عمر نیز خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دُعا

قارئین کی خدمت میں مندرجہ ذیل احباب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

• محترمہ امۃ السلام صاحبہ آف گوٹھ عبدالسلام عمر۔ سندھ) کے والد صاحب مختلف عوارض میں مبتلاء ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں

• مکرم خلیل احمد صاحب قمر (آزاد کشمیر) کو چھ ماہ قبل چوٹیں آئی تھیں۔ ابھی تک مکمل افاقہ نہیں ہوا۔

• مکرم صوفی عبدالمجید صاحب میرپور (آزاد کشمیر) کی طبیعت ناساز چلی آ رہی ہے

توسیع اشاعت الفضل

• چند روز ہوئے مکرم سید محبوب جنود صاحب آف سرگودھا کی والدہ محترمہ مسعودہ اختر صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر حاجی سید جنود اللہ صاحب وفات پا گئی تھیں۔ مکرم محبوب صاحب نے لکھا ہے کہ وہ الفضل کی بڑی قدر دان تھیں۔ اس لئے انکی طرف سے دوصد روپے ارسال کر رہا ہوں اور اپنی والدہ محترمہ کی بلندیٔ درجات کے لئے درخواست دُعا کرتا ہوں۔

یاد رفتگان .... احمد دین صاحب جمیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم

محترم خادم صاحب کو مجھے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں جلسوں میں ان کے ساتھ جاتا تھا۔ ان کے بہت سے مناظرے سنے۔ مناظرہ میں ان کا طریق زیادہ تر جارحانہ ہوا کرتا تھا۔ مدمقابل کے اعتراضات کا مسکت جواب دے کر اس پر سوالوں کی اتنی بوچھاڑ کر دیتے تھے کہ اس کو سر پیر کی ہوش نہ رہتی۔ طرز بیان اتنا پرجوش اور مؤثر ہوتا تھا کہ مجمع پر چھا جاتے تھے حتیٰ کہ انصاف پسند اور شریف طبع غیر بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔

ایک دفعہ بٹالہ ضلع گورداسپور میں اہل حدیث سے مناظرہ تھا۔ ان کے مناظر مولوی محمد یوسف صاحب بہت تیز و طرار سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے پہلے مناظرہ میں تو خوب اپنا اثر جمایا۔ دوسرے مناظرہ پر خادم صاحب پہنچ گئے۔ اہل حدیث کا مناظر خادم صاحب سے اتنا مرعوب ہوا اور اتنا گھبرایا کہ مناظرہ کرنے سے ہی انکار کر دیا اس کی جگہ عبداللہ معمار کو کھڑا کیا گیا۔

انسپکٹر صاحب پولیس جو حفظ امن کے لئے متعین۔ تھے غیر مسلم تھے بے اختیار بول اٹھے کہ میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جو دلائل ملک صاحب نے دیئے ہیں بہت مؤثر ہیں۔ اور دل کو اپیل کرتے ہیں۔

ایک دفعہ سماعیلہ ضلع گجرات میں مناظرہ تھا۔ پہلے مناظرہ کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر احمدی احباب باہر نہر پر جو گاؤں کے قریب ہی بہتی تھی چلے گئے وہاں جاکر کھیتوں میں جماعت کے نوجوانوں نے کبڈی کھیلی اور خادم صاحب بھی شریک ہوئے۔ اسکے بعد کلائی پکڑنے کا مقابلہ شروع ہوا۔ اس میں بھی انہوں نے خوب حصہ لیا۔

دوسرے وقت جب مناظرہ شروع ہوا اور مد مقابل غیر کا مناظر جواب نہ دے سکا اور خادم صاحب اپنی باری پر کھڑے ہوئے تو ایک غیر نوجوان کھڑا ہوا اور غیر مولوں کو مخاطب کیا اور خادم صاحب کی طرف ساری کر کے کہا:۔

"مولویو! ایہہ منشی تے ہنے
کوڈی تے بینی پکڑ داسی۔ ہن
آکے تہاڈے نال مناظرہ کردا
اے۔ تسیں ایدے نال کدی
پورے نئیں ہو سکدے"

یعنی یہ منشی (خادم صاحب) تو تھوڑی دیر ہوئی کبڈی کھیل رہا تھا اور کلائی پکڑ رہا تھا اور اب آ کر تمہارے ساتھ مناظرہ کر رہا ہے۔ آپ لوگ بھلا ان کے ساتھ مقابلہ میں کس طرح پورے اتر سکتے ہیں۔

اس پر غیر علماء نے مناظرہ بند کر دیا اور کہا کہ گاؤں والوں نے ہماری ہتک کی ہے۔

خادم صاحب ہر ایک سے مسکرا کر اپنے مخصوص انداز میں باتیں کرتے تھے۔ مولویوں کی طرح تکلف سے رہنا انہیں نہ آتا تھا۔

جب خادم صاحب پہلی دفعہ گجرات کے امیر مقرر ہوئے تو چونکہ خادم صاحب طبیعت کے جوشیلے تھے۔ اس واسطے جماعت کے بعض افراد نے تشویش کا اظہار کیا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے خادم صاحب نے کما حقہ اپنے فرض کو ادا کیا۔ اور تازیست جماعت گجرات اور جماعت ہائے ضلع گجرات کے عہدہ امارت پر فائز رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خادم صاحب کے درجات بلند فرمائے اور احمدی نوجوانوں کو ان کی جگہ پر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خدا تعالیٰ ایک خادم کے بدلے کئی ہزار خادم عطا فرمائے۔

بدصحبت سے پرہیز کرو

پائیوریا کورس
PYORRHEA
COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۵۰

سوجن مسوڑھ کورس
SWALLEN GUMS
COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

ہلتے دانت کورس
LOOS TEETH
COURSE
مختصر کورس
قیمت -/۱۶

دانت خورہ کورس
CARRIES
COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت -/۴۵

پائیوریا پاؤڈر (منجن)
PYORRHEA
POWDER
دانتوں کی صفائی کیلئے
قیمت S -/۸ ، L -/۱۲

تفصیلی لٹریچر فری طلب کریں
کیور ٹو میڈیسن کمپنی
گولبازار ربوہ
فون: سیلز ۱۷۷، کلینک ۴۶۷، رہائش ڈاکٹرز ۴۰۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الیکٹرونکس کورسز کا انعقاد

امسال خدا کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ مقامی کے شعبہ صنعت و تجارت کے تحت خدام کو با مقصد ہنر سکھانے کے لئے جولائی میں الیکٹرونکس کورسز کروانے کا اہتمام کیا گیا۔ خدام کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔

بیسک الیکٹرونکس کورس مکرم رشید جالب صاحب نے کروائے جس کے ذریعے ۱۷ طلباء نے فائدہ اٹھایا اور مائیکرو الیکٹرونکس کورس مکرم عطاء الجیب صاحب نے کروائے۔

اس گروپ میں ۱۲ طلباء نے حصہ لیا۔ ان کورسز میں پریکٹیکل ورک سے قبل تھیوریٹیکل ورک کروایا گیا۔ اور دو کتابیں پڑھائی گئیں۔ شمولیت اختیار کرنے والے بعض خدام "ٹرانسسٹر" سے ناواقف تھے۔ لیکن کورسز کے اختتام پر وہی طلباء پراجیکٹس بنا کر نکلے۔ اور ہر کسی نے ایک یا دو پراجیکٹس اپنے ذاتی خرچ پر تیار کئے۔ یہ پراجیکٹس آل ربوہ صنعتی نمائش میں رکھے جائیں گے۔ ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔ پولیس سائرن پروڈکشن کاؤنٹر۔ آٹومیٹک واش بیسن وغیرہ

یہ کورسز جن کا باقاعدہ افتتاح مکرم مہتمم صاحب مقامی نے جامعہ احمدیہ میں فرمایا تھا۔ ۴ جولائی سے شروع ہو کر ۲ اگست کو ختم ہوئے۔ ان کورسز کی اختتامی تقریب ایوانِ محمود (گیسٹ ہاؤس) میں ۲ اگست بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ جس میں مہمان خصوصی مکرم عبدالرب صاحب انور (حال امریکہ) تھے انہوں نے خدام الاحمدیہ مقامی کو مبارکباد دی کہ انہوں نے ربوہ جیسے غیر صنعتی شہر میں خدام کو سائنس (الیکٹرونکس) جیسا علم نہ صرف پڑھایا بلکہ عملی طور پر سکھایا۔ بلاشبہ یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کی طرف بنیادی اور اہم قدم ہے۔

(ناظم صنعت و تجارت مجلس خدام الاحمدیہ مقامی)

رپورٹ شعبہ امور طلباء مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ

فری سمر سکول

تشکر کے مبارک سال کے لئے قائم کردہ "فری کوچنگ انسٹیٹیوشن" کے تحت بی۔ ایس۔ سی کے طلباء کے لئے امسال بھی مندرجہ ذیل مضامین میں فری کلاسز کا اہتمام کیا گیا

۱۔ میتھ اے کورس۔ ۲۔ میتھ بی کورس ۳۔ فزکس ۴۔ سٹیٹ۔ ۵۔ اکنامکس۔ یہ کلاسز صبح ۷-۴۵ سے ۱۰-۳۰ بجے تک روزانہ جامعہ احمدیہ میں ہوتی رہیں۔ کلاسز کا آغاز ۴ جولائی کو اور اختتام ۳۱ جولائی کو ہوا۔ اساتذہ نے بہت محنت سے پڑھایا۔ ان کے نام بغرض دعا تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ مکرم رفیع الدین صاحب۔ ۲۔ مکرم بشیر احمد صاحب (۳) مکرم سہیل احمد صاحب ۴۔ مکرم عطاء الجیب صاحب اور مکرم عبدالحلیم صاحب۔ مکرم برہان الدین صاحب نہ صرف آرگنائزر ہی تھے بلکہ تدریس کے فرائض بطریقِ احسن انجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے۔

فری مڈل کلاس۔

تعلیمی سال کی تبدیلی (جنوری تا دسمبر) کی وجہ سے آٹھویں کے طلباء کے پاس امتحان کی تیاری کے لئے کم وقت کی بناء پر شعبہ امور طلباء نے ۸ جولائی سے فری کلاس کا اہتمام کیا۔ یہ کلاس خدا کے فضل سے دفتر مجلس مقامی خدام الاحمدیہ میں کامیابی کے ساتھ۔ حساب۔ انگلش۔ عربی اور جنرل سائنس سے متعلق ۱۰ اگست تک راہنمائی فراہم کرتی رہی۔ ہر روز چار پیریڈز صبح ۸ بجے سے ۱۰-۱۵ تک ہوتے رہے۔ اس کلاس کی اوسط حاضری ۴۸ رہی اور یکم اگست کو بعض سکول کھل جانے کی وجہ سے آخری ہفتہ میں ۳۰ طلباء فائدہ اٹھاتے رہے۔

اس کلاس میں جن اساتذہ کرام نے خدمات انجام دیں ان میں مکرم رفیع احمد ناصر صاحب۔ مکرم محمد ظفر اللہ صاحب شامل ہیں۔ قاسم اسلام صاحب نہ صرف اس کلاس کے آرگنائزر تھے بلکہ مدرس بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دینی و دنیاوی حسنات سے نوازے۔

(ناظم امور طلباء)

خبریں

• صدر مملکت غلام اسحاق خان نے قائداعظم کی ۴۱ ویں برسی کے موقعہ پر قوم کے نام اپنے پیغام میں کہا ہے کہ قائداعظم نے پاکستان بنا کر ہم پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم باہمی اختلافات کو مٹا کر اتحاد کو فروغ دیں۔ اور ملک میں ایسا معاشرہ قائم کریں جو باقی ممالک کے لئے نمونہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ آج کا دن اپنے گریبانوں میں جھانکنے اور خود احتسابی کا دن ہے۔ کہ ہم ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اپنے قائد کی توقعات کو کہاں تک پورا کر سکتے ہیں۔

• قومی ادارہ برائے تاریخی و ثقافتی تحقیق کی ڈائریکٹر کنیز یوسف نے ایک انٹرویو میں بتایا ہے کہ دس جلدوں پر مشتمل جامع تاریخ پاکستان دو سال سے پانچ سال کے اندر مکمل ہونے کی توقع ہے۔

• گیارہ ستمبر کو لاہور میں ہونے والے جلسے کے لئے پنجاب کے مختلف شہروں میں حکومت پنجاب کی خصوصی ہدائت پر مسافر بسیں اور ویگنیں پولیس نے اپنے قبضے میں لیں جس سے سرکاری ملازمین اور عام مسافروں کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کارروائی کے خلاف پنجاب بھر میں احتجاج کیا گیا ہے۔

ربوہ میں آپکے جیولرز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالمنان ناصر
ولد
میاں عبدالسلام
عقب جمال بیکری ربوہ
فون دکان: ۵۵۰ رہائش ۷۴۹، ۵۴۹

سرزمینِ قادیان کا اولین
مشہور دواخانہ
م
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی
۷۴۸۴۴، ۹۰۶، ـــ ، ۳۱۰۲۶ ـــ

• وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے کہا ہے کہ جلد ہی کراچی کے شہری اور تجارتی علاقوں میں الارم سیکورٹی سسٹم شروع کیا جا رہا ہے جس کے تحت مخصوص نمبر دبانے پر شہر میں موجود تیز رفتار موبائیل پولیس کو فوراً اطلاع مل سکے گی۔ جو فوری حرکت میں آ جائے گی۔ اس سسٹم کے نفاذ سے شہر میں امن و امان کی صورتحال بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے عوام پر زور دیا ہے کہ وہ ان مقاصد کے حصول کے لئے متحد ہو کر کام کریں۔ جن کے لئے قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں تحریک آزادی میں حصہ لینے والوں نے ان گنت قربانیاں دیں اور پاکستان قائم ہوا۔ انہوں نے قائداعظم کی ۴۱ ویں برسی کے موقع پر قوم کے نام اپنے پیغام میں کہا ہے کہ بابائے قوم کیلئے اس سے بڑا خراجِ عقیدت کوئی نہیں کہ ہم ان کے قول "یقین تنظیم اور اتحاد" کو سامنے رکھ کر کام کریں اور ایسا فلاحی معاشرہ قائم کریں جو ہر قسم کے استحصال سے پاک ہو۔

• سابق وفاقی وزیر ریلوے حفیظ اللہ چیمہ کو ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں دھاندلی کے الزامات کے تحت عدالت سے غیر حاضر رہنے پر اشتہاری ملزم قرار دیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج سرفراز احمد چیمہ نے ان کی درخواست ضمانت مسترد کر دی تھی۔ چنانچہ انہیں گرفتار کر کے جوڈیشنل حوالات بھیج دیا گیا ہے۔

• تربیلا ڈیم کی موجودہ پیداواری گنجائش اکتوبر ۱۹۹۲ء تک سترہ سو پچاس میگاواٹ سے بڑھ کر ۱۷۴۳ میگاواٹ ہو جائیگی۔ ڈیم کے توسیعی منصوبے کی تکمیل سے سالانہ تقریباً ۱۵۷۲ میگاواٹ اضافی بجلی حاصل ہو گی۔ حکام نے انکشاف کیا ہے پاکستان دنیا کے ان ممالک میں سے ایک ہے جہاں صنعتوں سے کہیں زیادہ بجلی گھروں میں استعمال ہوتی ہے۔

انسانوں میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔